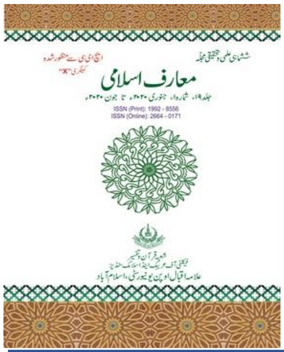


**Ma'ārif-e-Islāmī Research Journal**
eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Journal Website: https://mei.aiou.edu.pk/

Vol.21 Issue: 02 (July-December 2022)
Date of Publication: 23-December 2022
HEC Category (July 2022-2023): Y

**mei.aiou.edu.pk**

| | |
|---|---|
| Article | عصرِ حاضر کے مسلم معاشرے میں دعوتِ دین کے اسالیب سیرتِ طیبہ کی روشنی میں<br>In the light of the style of Da'wa-e-Din in contemporary Muslim society |
| Authors & Affiliations | **1. Muhammad Haroon**<br>M. Phil, Sheikh Zayed Islamic Centre, Punjab University, Lahore<br>2. **Dr. Saeed Ahmed**<br>Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore<br>*{saeed.is@pu.edu.pk }* |
| Dates | Received:<br>20-07-2022<br>Accepted:<br>10-09-2022<br>Published:<br>23-12-2022 |
| Citation | Muhammad Haroon, Dr. Saeed Ahmed, 2022.<br>عصرِ حاضر کے مسلم معاشرے میں دعوتِ دین کے اسالیب سیرتِ طیبہ کی روشنی میں<br>[online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: <https://iri.aiou.edu.pk/?p=74722> [Accessed 25 December 2022]. |
| Copyright Information | عصرِ حاضر کے مسلم معاشرے میں دعوتِ دین کے اسالیب سیرتِ طیبہ کی روشنی میں<br>2022 © by Muhammad Haroon, Dr. Saeed Ahmed is licensed under Attribution-ShareAlike 4.0 International |
| Publisher Information | Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad |

**Indexing & Abstracting Agencies**

| Tehqiqat | IRI | Asian Indexing | Australian Islamic Library | HJRS |
|---|---|---|---|---|

# عصر حاضر کے مسلم معاشرے میں دعوتِ دین کے اسالیب سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

In the light of the style of Da'wa-e-Din in contemporary Muslim society

**محمد ہارون**
ایم فل سکالر، شیخ زید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
**ڈاکٹر سعید احمد**
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

## Abstract

Differences between the color and beauty of flourish in the human race, ideas, objectives and leading to them are also good growth in the universe. Covenant of the Prophet Muhammad when the sun began to Islam shine in Roman Umpire circle slaves with the same fervor worship, interaction and we began to place new events in the aspects of human life, which resulted from different problems and differences of opinion among them, in the era of migration and the extent of involvement. Specially aspect is that dissent took place in religious manifestations ever issues between not promote or oppose discrimination. Not the form of opposition to the dispute, a dispute was declared a blessing. This kind of dispute is the beauty of the universe. Differences in human genitals, sound and color differences, some international same type of differences between different things to taste. So, the dream of sustainable development can only be completed when the Prophet (P.B.U.H) basically a central location on the cardiovascular status and brought to the spiritual and physical human biological. Then to be adopted in forthcoming issues of moderation and humanity, the unity of nation of Prophet (P.B.U.H) and Sufi thought to promote.

**Key Words**: Preaching styles, Differ & opposition, Convey Religion, Muslim society, Sustainable development

## تمہید

عالمِ رنگ و بو میں اختلافِ رنگ و نسل حسن کا سبب ہے۔ ہستیٔ انسان میں پنپنے والے افکار و نظریات اور ان سے منتج ہونے والے مقاصد و مثمرات میں اختلاف بھی حسنِ کائنات میں اضافہ کا باعث ہیں۔ عہدِ نبوی ﷺ کے بعد جب اسلام کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکنے لگا اور اہالیانِ روم و فارس حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو عبادات، تعامل اور جملہ انسانی زندگی کے پہلوؤں کے بارے میں نت نئے واقعات رونما ہونے لگے، جس سے نتیجتاً مختلف مسائل اور ان میں آراء کا اختلاف پیدا ہوا، جن میں بعدِ مکانی اور بعدِ زمانی کا ایک حد تک عمل دخل تھا۔ قابلِ غور پہلو یہ ہے کہ فروعاتِ دین میں رونما ہونے والے اس اختلافِ رائے نے کبھی بھی امت مسلمہ کے مابین مخالفت یا تفریق کو فروغ نہیں دیا۔ اختلاف جب تک مخالفت کا روپ اختیار نہ کرے، ایسے اختلاف کو باعثِ رحمت قرار دیا گیا ہے۔ اس قسم کا اختلاف ہی کائنات میں باعثِ حسن ہے۔ اعضائے انسانی کا اختلاف، آواز و رنگت کا اختلاف، مختلف چیزوں کے ذائقہ کا اختلاف وغیرہ اسی قسم کے اختلافات کی چند بین امثلہ ہیں۔ ہر یکساں حالت کے بعد جب اِس کے خلاف کوئی دوسری حالت رونما ہوتی ہے تو اس کا نام "اختلاف" رکھا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اس عالم میں عرش سے لے کر فرش تک نظر ڈالیں تو سارا عالم اختلاف کی آماجگاہ نظر آتا ہے، یہاں تک کے اگر اس عالم کی صحیح تعریف ہو سکتی ہے تو یہی ایک لفظ "اختلاف" ہے۔ عصر حاضر میں دعوت دین میں حائل اسباب میں سے اہم سبب "اختلاف" ہے، جو عہدِ نبوی ﷺ سے باعثِ رحمت رہا ہے جسے مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ باعثِ زحمت بنا دیا گیا۔ لہذا اولین طور پہ اختلاف کے محرکات و اسباب بیان کیے جائیں گے، پھر سیرتِ طیبہ ﷺ سے باعثِ رحمت اختلاف کی چند امثلہ لائی جائیں

گی اور اسی کے ساتھ دعوتِ دین کے قرآنی اسالیب پھر سیرت نبوی ﷺ سے راہنما اصول پیش کیے جائیں گے۔ آخر میں سیرت طیبہ کی روشنی میں دعوتِ دین کے تقاضے ذکر کیے جائیں گے، پھر خلاصہ کلام اور تجاویز و سفارشات پیش کی جائیں گی۔

### 1- اختلاف کے محرکات

اختلاف کے محرکات کیا ہیں، یہ کیونکر پیدا ہوتا ہے اس سلسلے میں درج ذیل تقسیم اس کے سمجھنے میں مدد و معاون ہو گی۔ پھر کس اختلاف کو قابل تحسین کہا گیا اور کونسا اختلاف قابل مذمت ہے۔

### 2- اختلاف حقیقی

یعنی ایسا اختلاف جس میں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت پر تمام مسلمان متفق ہوں۔ احکام کا ماخذ بھی بالاتفاق قرآن و سنت کو مانا جائے اور پھر دو عالم کسی جزوی مسئلے کی تحقیق میں ایک دوسرے سے اختلاف کریں مگر ان میں سے کوئی بھی اس میں اختلاف کرنے والوں کو دین سے خارج نہ قرار دے، بلکہ سے مسلمانوں پر چھوڑ دے کہ وہ دونوں آراء میں سے جس کو چاہیں قبول کر لیں یا دونوں کو جائز رکھیں۔ اس اختلاف کی بابت مولانا مودودی فرماتے ہیں:

> "اور یہ اختلاف ترقی کی جان اور زندگی کی روح ہے یہ ہر اس سوسائٹی میں پایا جائے گا جو عقل و فکر رکھنے والوں پر مشتمل ہو، اس کا پایا جانا زندگی کی علامت ہے۔ اور اس سے خالی صرف وہی سوسائٹی ہو سکتی ہے جو ذہین انسانوں سے نہیں بلکہ لکڑی کندوں سے مرکب ہو۔"[1]

لہذا اہل علم و دانش کا باہمی اختلاف علامت حیات ہے اور اختلاف سے خالی افراد کا جانب موت اشارہ ہے۔

### 3- اختلاف غیر حقیقی

یعنی ایسا اختلاف جو سرے سے دین کی بنیادوں میں ہی کر ڈالا جائے، یا یہ کوئی عالم یا صوفی یا مفتی یا متکلم، لیڈر کسی ایسے مسئلے میں جس کو خدا اور رسول ﷺ نے دین کا بنیادی مسئلہ قرار نہیں دیا تھا۔ ایک رائے اختیار کرے اور کھینچ تان کر اس کو دین کا بنیادی مسئلہ بنا ڈالے اور جو اس سے اختلاف کر ڈالے اس کو خارج از دین و ملت قرار دے اور اپنے حامیوں کا ایک جتھہ بنا کر کہے کہ اصل امت مسلمہ بس یہ ہے باقی سب جہنمی ہیں اور ہانک پکار کر کہے مسلم ہے تو بس اس جتھے میں آجا ورنہ تو مسلم ہی نہیں، ایسے اختلاف کا رونما ہونا صحت نہیں بلکہ مرض کی علامت ہے اور اس کے نتائج کبھی کسی امت کے میں بھی مفید نہیں ہو سکتے کیونکہ اتباع نفس ہمیشہ باعث شر و فساد ہوتا ہے۔ قاضی ابو بکر ابن العربی نے اختلافِ غیر حقیقی کی تین قسمیں بیان کی ہیں جو وحدتِ امت کو پارہ پارہ کر دیتی ہیں۔

### 4- الف: اختلاف بر بنائے عصبیت

"ایک قسم وہ اختلاف کی ہے جو حسد و عناد اور قبائلی و علاقائی یا گروہی عصبیت پر مبنی ہو کسی علمی تحقیق اور دلیل یا مذہبی عقیدے پر مبنی نہ ہو۔"[2] اس کی ممانعت اس جیسی آیات میں وارد ہوئی ہے۔ جیسا کہ آیتِ اعتصام میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ"[3]﴾

> ”اور اللہ کی رسی کو سب ملکر مضبوطی سے تھامے رکھو، اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ نے تم پر جو انعام کیا ہے اسے یاد رکھو کہ ایک وقت تھا جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، اللہ نے تمہیں اس سے نجات عطا فرمائی۔ اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی نشانیاں کھول کھول کر واضح کرتا ہے، تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ“۔

اس آیت میں پہلے تو حکم دیا گیا ہے کہ حبل اللہ یعنی قرآن و سنت پر مجتمع اور متحد ہو جاؤ اس لیے کہ امت کی وحدت اور ملت کے اتحاد کی بنیاد یہی ہے۔ اس کے بعد کہا گیا ہے کہ آپس میں پھوٹ نہ ڈالو فرقوں اور گروہوں میں اس طرح نہ بنو کہ ملی اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے اور

تم اتحاد ملت کی بنیادوں پر متحد و مجتمع ہونے کیبجائے متفرق اور منتشر ہو جاؤاس طرح دور جاہلیت کی حالت یاد دلائی گئی ہے کہ تمہارے درمیان دشمنیاں اور جتھہ بندیاں تھیں اور قبائل و گروہی عداوتیں اور عصبیتیں تھیں جو اسلام کی وجہ سے ختم ہو گئیں اور تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے تو اب اسلام لانے کے بعد اور دین واحد پر متحد ہو جانے کے بعد اگر دوبارہ ہو تم نے اتحاد ملت کی بنیادوں کو نظر انداز کر کے باہمی تفرقے کی روش اختیار کی اور وہی پرانی قبائلی جتھہ بندیاں اور دشمنیاں شروع کر دیں تو اخوت والفت کی نعمت سے محروم ہو جاؤ گے۔ اس آیت کے شان نزول اور سیاق وسباق اور کلمات کے معانی تینوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جگہ تفرقے سے مراد وہ جتھہ بندی اور فرقہ بندی ہے جو صرف حسد وعناد اور گروہی عصبیت پر مبنی ہو۔

## 5- ب: اختلاف بربنائے عقائد

"دوسری قسم اسلام کے بنیادی عقائد سے جان بوجھ کر انکار کرنا، اختلاف کرنا اور پھوٹ ڈالنا۔ یہ اختلاف وانکار چونکہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں کیا جاتا بلکہ جان بوجھ کر کیا جاتا ہے۔ اس لیے اسکی اصل وجہ بھی حسد وعناد اور خود سری وسرکشی ہوتی ہے۔"[4] اس نوع کے اختلاف کی ممانعت کا ذکر درج ذیل آیت کریمہ میں ہوتا ہے: ﴿"شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ"[5]﴾ "اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا، اور جو (اے پیغمبر) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔ (پھر بھی) مشرکین کو وہ بات بہت گراں گزرتی ہے جس کی طرف تم انہیں دعوت دے رہے ہو۔ اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو کوئی اس سے لو لگاتا ہے اسے اپنے پاس پہنچا دیتا ہے"۔

اس آیت مبارکہ میں انبیاء اور ان کی امتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ دین کو قائم کرو، قائم رکھو اور اس دین میں تفرقہ اور اختلاف نہ ڈالو یعنی سب مل کر اس پر ایمان لاؤ۔ اس پر عمل کرو۔ اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ جس دین کی دعوت تم دیتے ہو وہ مشرکین پر بھاری اور ناگوار ہے لیکن جو لوگ حق کی طرف رجوع کرنے والے ہوتے ہیں اور حق وصداقت کے متلاشی ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالی چن کر اس دین کے پاس لے آئے گا اور وہ ایمان لے آئیں گے اور اقامت دین کے لیے جدوجہد شروع کر دیں گے۔ پھر اختلاف وانکار کی اصل وجہ پر متنبہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ علم آجانے کے بعد توحید پر مبنی دین اسلام سے اختلاف کرنے والوں کا یہ اختلاف غلط فہمی اور لاعلمی پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس اختلاف وانکار کا باعث اور اصل وجہ صرف نفسانیت، عداوت اور بغاوت ہے۔ اس قسم کے تفرقے کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح بھی ہوا ہے کہ: ﴿"وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ"[6]﴾ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جن کے پاس کھلے کھلے دلائل آچکے تھے، اس کے بعد بھی انہوں نے آپس میں پھوٹ ڈال لی اور اختلاف میں پڑ گئے، ایسے لوگوں کو سخت سزا ہو گی۔ لہذا بنیادی عقائد میں اختلاف ذاتی عناد پہ مبنی ہے جو کہ مذموم ہے۔

## 6- ج: اختلاف بربنائے اجتہاد

"اختلاف کی تیسری قسم یہ ہے کہ فروعی اور اجتہادی مسائل میں ایک دوسرے سے براءت اور قطع تعلق کیا جائے اور ایک دوسرے کی تفسیق وتضلیل کی جائے یہ بھی ممنوع ہے۔ اس لیے کہ آراء کا یہ اختلاف قرآن وسنت کی تعبیر میں ہے اور تعبیر واجتہاد کا اختلاف امت کی وحدت کے منافی نہیں ہے تو جو شخص اور گروہ اس نوع کے اجتہادی اور تعبیر کے اختلاف کو فرقہ واریت اور گروہ بندی کا ذریعہ بناتا ہے اور مخالف رائے رکھنے والوں کی تضلیل وتفسیق اور تذلیل وتحقیر کرتا ہے۔ یہ اختلاف یہودیوں کے راستہ پر چلاتا ہے اور قابل مذمت ہے۔"[7] اختلاف کا معنی ومفہوم، اور اختلاف کے اسباب ذکر کرنے کے بعد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اختلاف کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی۔ اختلاف رائے اگر کوئی مذموم شئ ہوتی تو صاحب شریعت ﷺ کبھی بھی اس کی اجازت نہ دیتے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے متبعین میں حریت فکر کی ایسی روح بیدار کی کہ وہ بعض دفعہ آپ ﷺ کی ذاتی رائے سے بھی اختلاف کر دیا کرتے

تھے اور منصبِ رسالت کا احترام کبھی بھی اُنکے دامن سے نہیں چھوٹا تھا، پھر نتیجتاً یہ کبھی بھی آپس میں حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین نزاع کا سبب نہ بنا۔ رسالت ماب ﷺ سے زیادہ اس بات کا مستحق کون ہو سکتا تھا جن کے ساتھ کسی کو اختلاف رکھنا کسی کے لئے مناسب نہ ہوتا مگر اس کے باوجود یعنی شخصی معاملات میں صحابہؓ نے حضور ﷺ سے اختلاف کیا اور اس اختلاف کی جزئیات بھی حضور ﷺ نے خود دلائی۔ نبی ﷺ کے زمانے میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ صحابہؓ اپنی ذاتی رائے ظاہر کرنے سے پہلے آپ ﷺ سے دریافت کر لیتے تھے کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد حکم الہی کی بنیاد پر ہے یا اپنی ذاتی رائے پر اور جب معلوم ہو جاتا تھا کہ اپنی رائے سے ہے تو اپنی بات عرض کرتے تھے۔ کتب سیرت میں حضرات صحابہ کرامؓ کے ایسے مختلف الآراء واقعات موجود ہیں جن میں اختلاف رائے کے باوجود بھی صحابہ کرامؓ میں باہمی احترام کا پہلو نہیں چھوٹا۔ جیسا کہ کتبِ سیرت سے اس سلسلے میں چند ایک واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔

**اجتہادی مسائل میں اختلاف کے مظاہر**

عہد نبوی ﷺ میں حضراتِ صحابہ کرام کا اجتہادی مسائل میں اختلاف رونما ہوتا رہا۔ مزید برآں یہ کہ بسا اوقات یہ اختلاف رسول رحمت ﷺ سے بھی ہو جاتا۔ لیکن کبھی بھی منصب رسالت مآب ﷺ کے تقدس میں خلفشاری حائل نہ ہوئی اور نہ اسے آپ ﷺ سے معیوب جانا۔ ذیل میں اجتہادی مسائل کے مظاہر بیان کیے جاتے ہیں:

### 7- الف: بدر کے قیام کے لئے یہ جگہ موزوں نہیں

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بدر کے میدان میں پڑاو کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی ذاتی رائے سے اختلاف کی مثال درج ذیل ہے: "جنگ بدر میں حضور ﷺ نے ابتداء میں جس جگہ قیام فرمایا تھا۔ وہ جگہ موزوں نہ تھی۔ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالی عنہ نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اس جگہ کا انتخاب وحی کی بناء پر فرمایا ہے یا اپنی رائے سے، آپ ﷺ نے جواب دیا "بل ھو الرای والحرب المکیدہ" "بلکہ یہ ایک رائے اور جنگی تدبیر ہے"۔ اس پر انھوں نے تجویز کیا کہ آگے بڑھ کر فلاں جگہ ٹھہرا جائے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ان کی رائے کو قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا! تم نے صحیح رائے دی اور اسی پر عمل فرمایا۔"[8]

### 8- ب: تم جو چاہو کرو

اسی طرح کا ایک اور واقعہ غزوہ خندق کے موقع پہ پیش آیا چنانچہ: "جنگ خندق کے موقع پر حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ پر ہر طرف سے دشمنوں کی یلغار دیکھ کر بنی غطفان سے صلح کرنی چاہی تاکہ دشمنوں کا زور ٹوٹ جائے۔ مگر جب رؤسائے انصار سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ سے مشورہ کیا تو انھوں نے معلوم ہونے پر کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ایسا وحی کی بناء پر کر رہے ہیں۔ پھر اس تجویز سے اختلاف کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں اختیار دے دیا کہ تم جو چاہو کرو، اس پر سعد بن معاذؓ صلح کا مسودہ لے کر اس پر سے تحریر کو مٹا دیا"۔[9] لہذا عہدِ نبوی ﷺ میں اختلاف کی یہ بیّن امثلہ ہیں، جن میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام میں حریّتِ فکر کی آبیاری فرمائی پھر آزادی رائے کی تربیت نبی ﷺ نے آزاد، غلام سب کو دے رکھی تھی"۔

### 9- ج: مجھے اس کی حاجت نہیں

اجتہادی رائے میں اختلاف کی نظیر نہ صرف آزاد کو تھی بلکہ غلام و باندی کے اختلاف کی امثلہ بھی عہدِ نبوی ﷺ میں ملتی ہیں۔ چنانچہ: "بریرہؓ ایک باندی تھیں، جنہوں نے آزاد ہونے کے بعد اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ شوہر انھیں بہت چاہتا تھا اور ان کے پیچھے روتا پھرتا تھا، آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے بریرہؓ سے کہا "اچھا ہوتا اگر اس کے پاس چلی جاتی" بریرہؓ نے کہا حضور ﷺ حکم دیتے؟ کہا نہیں "مشورہ" انھوں نے جواب دیا کہ پھر مجھے اس کی حاجت نہیں"۔[10]

## 10- "أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ" کی توجیہ

بعض اوقات معاملہ کی نوعیت ایسی ہوتی تھی، جس سے خود بخود یہ ظاہر ہو جاتا تھا کہ حضور ﷺ کا ارشاد شخصی نوعیت میں ہے۔ مثلاً حضرت زیدؓ سے فرمایا:﴿"أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللَّهَ "11﴾"اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رہنے دو اور اللہ سے ڈرو"۔ اس ارشاد کے متعلق یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مومن کو ہی حکم شرعی نہیں بلکہ خاندان کے فرد کو بزرگ خاندان کا مشورہ ہے۔ اسی وجہ سے حضرت زیدؓ نے حضور ﷺ کے ارشاد کے باوجود حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اس پر نکیر نہ کرنے سے ثابت ہو گیا کہ حضرت زیدؓ نے آپ ﷺ کے فرمان کی نوعیت ٹھیک مشخص کی تھی۔[12] غرض یہ کہ نبی ﷺ کے دور میں صحابہؓ کو تعمیری اختلاف کی اجازت تھی، بلکہ اس اختلاف پر اظہار ناراضی کرنے کی بجائے اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

## 11- دعوتِ دین کے قرآنی اسالیب

اختلاف وافتراق کے مفہوم، اسبابِ اختلاف کے محرکات اور تاریخِ اختلاف جان لینے کے بعد ہم ذیل میں قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں اختلاف کے متعلق وارد آیات کا جائزہ پیش کرتے ہیں، جس سے یہ واضح ہو سکے کہ کلامِ الٰہی میں اہلِ اسلام کے لیے بلا تفریق مسلک کیا ہدایات آئیں ہیں چنانچہ ارشادات باری تعالیٰ اس بارے میں درج ذیل ہیں۔

### تفرقہ ناپسندیدہ عمل

بغض وحسد کی بنیاد پر اختلاف کرنا جس سے نفرت پیدا ہو یہ تفرقہ کہلاتا ہے جو کہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿"قَالَ يَاهَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا. أَلَّا تَتَّبِعَنِ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي. قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي"﴾[13]

"موسیٰ نے (واپس آکر) کہا: ہارون! جب تم نے دیکھ لیا تھا کہ یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں تو تمہیں کس چیز نے روکا تھا۔ کہ تم میرے پیچھے چلے آتے؟ بھلا کیا تم نے میری بات کی خلاف ورزی کی؟ ہارون نے کہا: میرے ماں کے بیٹے! میری داڑھی نہ پکڑو، اور نہ میرا سر۔ حقیقت میں مجھے یہ اندیشہ تھا کہ تم یہ کہو گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا، اور میری بات کا پاس نہیں کیا"۔

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے اور پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام کو قوم کا رہنما بنا گئے۔ سامری نے قوم کو بہلا پھسلا کر بچھڑے کی پوجا میں لگا دیا۔ حضرتِ ہارون علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا کہ اہلِ ایمان کا ایک گروہ آپ کے ساتھ ہو جائے اور دوسرا سامری کے پیرو بن جائے۔ آپ علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سختی خندہ پیشانی سے قبول فرمائی تاکہ قوم تفریق و تقسیم کا شکار نہ ہو۔ لہذا معلوم ہوا کہ نفسانی وساوس اور شیطانی بہکاوے میں آکے انحراف حق کفر نہیں ہے، بلکہ گمراہی ہے۔

### خیر کے پردے میں شر کا فروغ: ناپسندیدہ عمل

اہلِ ایمان کی یہ صفت ہے کہ وہ خیر کے کام کا آغاز واختتام خوش اسلوبی سے مکمل کرتے ہیں، جبکہ منافقین کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ خیر کے پردے میں شر کو فروغ دیتے ہیں، جو کہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿"وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ. لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ"14﴾

"اور کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایک مسجد اس کام کے لیے بنائی ہے کہ (مسلمانوں کو) نقصان پہنچائیں، کافرانہ باتیں کریں، مومنوں میں پھوٹ ڈالیں اور اس شخص کو ایک اڈہ فراہم کریں جس کی پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ

جنگ ہے۔اور یہ قسمیں ضرور کھالیں گے کہ بھلائی کے سوا ہماری کوئی اور نیت نہیں ہے، لیکن اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں۔(اے پیغمبر) تم اس(نام نہاد مسجد) میں کبھی (نماز کے لیے) کھڑے مت ہونا۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے وہ اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک صاف ہونے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ پاک صاف لوگوں کو پسند کرتا ہے"۔

اس آیتِ مبارکہ میں منافقین کے شر پسند عزائم کا ذکر کچھ یوں کیا گیا ہے کہ وہ مسجد کو اہلِ ایمان کے نقصان کے لیے تعمیر کرتے ہیں، جس میں اِن کے خلاف سازشیں کی جاتی ہیں اور مومنوں کے درمیان تفریق ڈال دی جاتی ہے۔ ایسا وہ اس لیے کرتے ہیں کیونکہ وہ در حقیقت اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے مقابلہ کر رہے ہوتے ہیں۔اسی آیت میں اللہ رب العزت نے مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھنے کی تلقین کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اہلِ ایمان کی صفات بھی بیان کی ہیں کہ وہ طہارتِ فکر و بدن کے دلدادہ ہیں۔ اور اللہ رب العزت کی محبت بھی انہیں ہی حاصل ہو گئی۔ لہذا خیر کے پردے میں شر کے فروغ کا قلع قمع کرنا ایمانی تقاضا ہے۔

### ہر گروہ کو بر سرِ ہدایت ہونے کا زُعم

اہلِ ایمان کو ایک اُمت قرار دیا گیا ہے، نہ کہ گروہ۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿"وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ. فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ. فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّى حِينٍ.أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ. نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ "15﴾

"اور حقیقت یہ ہے کہ یہی تمہارا دین ہے، (سب کے لیے) ایک ہی دین، اور میں تمہارا پروردگار ہوں، اس لیے دل میں (صرف) میرا رعب رکھو۔ پھر ہوا یہ کہ لوگوں نے اپنے دین میں باہم پھوٹ ڈال کر فرقے بنا لیے، ہر گروہ نے اپنے خیال میں جو طریقہ اختیار کر لیا ہے، اسی پر مگن ہے۔ لہذا (اے پیغمبر) ان کو ایک خاص وقت تک اپنی جہالت میں ڈوبا رہنے دو۔ کیا یہ لوگ اس خیال میں ہیں کہ ہم ان کو جو دولت اور اولاد دیے جا رہے ہیں۔ تو ان کو بھلائیاں پہنچانے میں جلدی دکھا رہے ہیں؟ نہیں، بلکہ ان کو حقیقت کا شعور نہیں ہے"۔

اس آیتِ مبارکہ میں نبی آخر الزماں ﷺ کی اُمت کو اُمتِ وحدت قرار دیا گیا ہے۔ اور اس میں فروغ پانے والی جتھہ بندیوں کے ضرر رساں مقاصد کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ابتدائی طور پر یہ اپنی رائے کی بنیاد پر گروہ بنا لیتے ہیں، پھر اُس میں فرحت کے ساتھ رہتے ہیں۔ اِن کی یہ تفریق و تقسیم بارگاہِ ایزدی میں ناپسندیدہ ہے، جیسے اِن کے لیے باعثِ ہلاکت قرار دیا گیا ہے۔ پھر ان پر عیال و ثروت کی فراوانی لا شعوری طور پر ان کے لیے ڈھیل کا سبب ہیں، جس سے پلٹ آنے کی تنبیہ کی گئی ہے۔

### حقیقت آشنا ہونے کے باوجود سرکشی

حقیقت ظاہر ہو جانے کے بعد اختلاف سرکشی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿"وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ .ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ"16﴾

"اور نہیں کھلے کھلے احکام دیے تھے، اس کے بعد ان میں جو اختلاف پیدا ہوا وہ ان کے پاس علم آجانے کے بعد ہی ہوا، صرف اس لیے کہ ان کو ایک دوسرے سے ضد ہو گئی تھی۔ یقینا تمہارا پروردگار ان کے درمیان قیامت کے دن ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں دین کی ایک خاص شریعت پر رکھا ہے، لہذا تم اسی کی پیروی کرو، اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلنا جو حقیقت کا علم نہیں رکھتے"۔

اِس آیتِ کریمہ میں امرِ الٰہی آجانے کے بعد لوگوں کے باہمی اختلاف کو سرکشی قرار دیا گیا ہے۔ اور اتباع کا معیار حقیقت آشنائی کو قرار دیا۔

لہذا حقیقت آشنا ہو جانے کے بعد حق کو تسلیم کرنا امرِ الٰہی ہے اور سرکشی گمراہی ہے۔

## 12- دعوتِ دین میں نبوی راہنمائی

کتاب ہدایت کے بعد رُشد و ہدایت کا عظیم سرچشمہ "حدیث نبوی ﷺ" ہے۔ ذیل میں گروہی تقسیم کے خاتمے اور اتحاد و یگانگت کی فضا کو اُجاگر کرنے کے لیے چند احادیث پیشِ خدمت ہیں:

### 1- اہلِ ایمان جسدِ واحد کی مانند ہیں

حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ يَعْنِي فِي تَوَادِّهِمْ، وَتَحَابِّهِمْ، وَتَرَاحُمِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى شَيْءٌ مِنْهُ تَدَاعَى سَائِرُهُ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى» 17 ''حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کا ایک دوسرے پر رحم کرنا، ایک دوسرے سے دوستی رکھنا اور ایک دوسرے پر نرمی کرنا تم دیکھو گے کہ اس کی مثال ایک جسم کی طرح ہے، جب جسم کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم درد اور تکلیف سے بے قرار رہتا ہے اور جاگتا رہتا ہے''۔ اس حدیثِ مبارکہ میں اہلِ ایمان کو جسد واحد کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ جن کا سُکھ، دُکھ ایک جیسا ہے۔ لہذا اہلِ ایمان باہمی مودّت، محبت و شفقت میں جسم کی طرح ہیں۔ جسم میں کسی جگہ تکلیف ہونے سے سارا بدن تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اہلِ ایمان بھی اگرچہ کسی جگہ بھی ہوں، کسی پہ تکلیف گزرنے سے دلی رنج والم محسوس کرتے ہیں۔ یہی نبوی ہدایت ہے جسکی تعمیل ایمانی تقاضا ہے۔

### 2- مومن، مومن کے لیے دیوار کی طرح ہے

تمام مومن آپس میں دیوار کی مانند ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا» وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ" 18 ''حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن، مومن کے لیے ایک دیوار کی طرح ہے جس کے بعض اجزاء بعض کو مضبوط کرتے ہیں، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلیاں انگلیوں میں ڈالیں''۔ اِس حدیثِ مبارکہ میں اہلِ ایمان کو مضبوط دیوار کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ لہذا وحدت اِس اُمت کی قوت ہے۔

### 3۔ مومن کے لیے اہلِ ایمان کی آبرو، مال اور خون حرام

ایک مومن کے لیے دوسرے مومن کی آبرو، مال اور خون حرام ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

> "أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ " قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: " أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ " قُلْنَا: بَلَى، ثُمَّ قَالَ: " أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ " قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، فَقَالَ: " أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟ " قُلْنَا: بَلَى، ثُمَّ قَالَ: " أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ " قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: " أَلَيْسَتِ الْبَلْدَةَ؟ " قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: " فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، قَالَ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ: وَأَعْرَاضَكُمْ، عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا"19
>
> ''حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منٰی میں فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ یوم حرام ہے، آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ شہر حرام ہے، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ ماہ حرام ہے آپ نے فرمایا اللہ نے تم پر تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اس طرح حرام کر دیں ہیں جس طرح اس دن کی اس مہینہ میں اس شہر میں حرمت ہے''۔

نبی رحمت ﷺ نے اِس حدیث میں صحابہ کرام سے استفسار فرما کے ایک بات سمجھائی ہے کہ جس طرح دس ذوالحجہ، ماہِ ذی الحجہ اور مکہ مکرمہ کی حرمت اہلِ ایمان کے لیے سرمایہ حیات ہیں، اِسی طرح اہلِ ایمان کا آپسی عزت و احترام، ایک دوسرے کا مال اور خون بھی ایک

دوسرے کے لیےاِن حرمات کی طرح لازم وملزوم ہیں۔

## 3- مسلمان کو گالی دینا فِسق اور قتل کرنا کفر

اہل ایمان کا آپسی سبّ وشتم اور قتل رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا سبب ہیں۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: **"لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا"20** ''حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو، اور اللہ کے بندے بھائی بن جاؤ، اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے'' **"سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ"21** ''حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے (گناہ کبیرہ) اور اس کا قتل کرنا کفر ہے''۔ اِن احادیث مبارکہ میں مسلمانوں کا ایک دوسرے کو بُرے القابات سے پُکارنا، ایک دوسرے سے بُغض رکھنا، پیٹھ پیچھے عیب جُوئی کرنا گناہ اور ایک دوسرے کا قتل کفر قرار دیا گیا ہے۔

## 4- حسد اور بُغض اعمال کی بربادی کا باعث

مسلمانوں کا آپس میں حسد کرنا اور ایک دوسرے سے بُغض وعناد رکھنا درج ذیل حدیث میں اعمال کی بربادی کا باعث ہیں: **"إياكُم والحَسَدَ، فإنَّ الحَسَدَ يأكُلُ الحَسَناتِ كما تأكُلُ النارُ الحَطَبَ"22** ''حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسد کرنے سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے''۔ **«لا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ، فَيُعْرِضُ هَذَا، وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمُ الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ»23** ''حضرت ابو ایوب انصاری بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے دونوں اس حال میں ملتے ہیں کہ یہ اس سے اعراض کرتا ہے اور وہ اس سے اعراض کرتا ہے اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام سے شروع کرے''۔

اہلِ ایمان کی باہمی رنجش تین دن تک قابلِ مذمت ہے۔ اس تناظر میں بہترین مومن اُسے قرار دیا گیا ہے جو سلام کہنے میں ابتداء کرتا ہے۔ لہذا معاشرے میں افشائے سلام کو بلا تفریقِ مسلک عام کیا جانا بھی ایمانی تقاضا ہے۔

## 5- اُمت بن کر رہیں۔

عصبیّت کو معاشرے میں رواج دینا نبوی ہدایات کے مطابق ایمانی تقاضا نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: **"ليسِ منَّا من دَعا إلى عصبيّةٍ، وليس مِنا من قاتل على عَصبيّةٍ، وليس منا من مات على عصبيّة"24** ''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی طرف دعوت ہے، وہ ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی بنیاد پہ جھگڑا کرے اور وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت پہ فوت ہو جائے''۔ اِن احادیثِ طیبہ میں پائیدار ترقی کے خواب کے لیے جامع ہدایات کی گئی ہیں۔ لہذا عصبیت کا معاشرے سے خاتمہ وقت کی ضرورت ہے۔

## 6- البُغض لله والحبّ لله

محبت اور نفرت کا معیار کیا ہونا چاہیے۔ اس کے متعلق ارشادِ نبوی ﷺ ہے: **"أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي"25** حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا آج وہ لوگ کہاں ہیں جو میری ذات کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے تھے؟ میں انہیں آج اپنے سائے میں رکھوں گا جس دن میرے سوا اور کسی کا سایہ نہیں ہے۔ اِن احادیث طیبہ میں اہلِ اسلام کو باہمی اتحاد واتفاق سے رہنے کی بیّن نبوی ہدایات کی گئی ہیں جن پہ عمل پیرا ہو

کے مسلمان پائیدار ترقی کو ممکن بنا سکتے ہیں۔

## 13- فروعی مسائل میں اختلاف کی گنجائش

اصول دین اور عقائد میں اختلاف جائز نہیں ہے اور نہ حسد اور بغض کی وجہ سے باہم اختلاف کرنا جائز ہے، البتہ مسائل فرعیہ میں ایک دوسرے سے اختلاف کرنا جائز ہے اور اس کی اصل یہ حدیث ہے: امام بخاری روایت کرتے ہیں:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الأَحْزَابِ: «لاَ يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ العَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ» فَأَدْرَكَ بَعْضَهُمُ العَصْرُ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَ نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرَدْ مِنَّا ذَلِكَ، فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ"26

''حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ! غزوہ احزاب سے لوٹے تو آپ نے فرمایا: بنو قریظہ ہی میں پہنچ کر نماز پڑھنا، راستہ میں نماز کا وقت آ گیا بعض صحابہ نے کہا جب تم ہم بنو قریظہ نہ پہنچ جائیں نماز نہیں پڑھیں گے اور بعض صحابہ نے کہا: نہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ مراد نہیں تھی، ہم نماز پڑھیں گے، بعد میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے ان میں سے کسی فریق کو ملامت نہیں کی''۔

بعض مسائل میں صحابہ کرام اختلاف رہا ہے، حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود جُنبی کے لیے تیمم کے جواز کے قائل نہیں تھے اور حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابو موسیٰ اشعری اور دیگر صحابہ کرام اس کے جواز کے قائل تھے، احرام باندھنے سے پہلے غسل کر کے خوشبو لگانے کو حضرت عبداللہ بن عمر ناجائز کہتے تھے اور حضرت عائشہ اس کو جائز کہتی تھیں، حضرت عمر فرماتے تھے کہ میت پر نوحہ کرنے والوں کا گناہ ہے اس میں میت کو عذاب کیوں ہوگا؟ حضرت عمر اور حضرت عثمان حج تمتع کو ناجائز کہتے تھے اور باقی صحابہ کرام۔ اس کو جائز کہتے تھے، ان تمام مذکورہ اختلافات صحابہ میں کہیں بھی اختلاف ذاتی عناد، منافرت کا سبب نہیں بنا۔

## 14- دعوتِ دین کے تقاضے سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

دعوتِ دین کے سیرتِ طیبہ کی روشنی میں کیا تقاضے ہیں۔ اختلاف وافتراق کا ماحول کیسے ماند پڑ کے وحدت میں ڈھل سکتا ہے۔ اسی بارے میں کچھ تقاضے ذکر کیے جاتے ہیں:

1- مُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ

اسلام کا جوہری اور اساسی عقیدہ توحید ہے۔ مگر وہ ذات جس پر مکالمہ کی بنیاد اُستوار کی جاتی ہے، ذات رسالت مآب ﷺ ہے۔ آپ کی ذاتِ اقدس کی اسی مرکزی حیثیت کی وجہ سے تاریخ گواہ ہے، تمام تر سیاسی اور دیگر اختلافات کے باوجود، اُمت ہمیشہ اکٹھی ہوئی۔ عقیدہ ختم نبوت، کے مسئلہ کے لیے کوششیں اور توہین رسالت مآب ﷺ پر ردعمل اس کی واضح مثالیں ہیں۔ اغیار نے بھی ہمیشہ اس مرکزی نقطہ کو اپنی اسلام دشمن سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہے۔ اعتراضات قرآن کے ہوں یا احادیث و سیرت پر ان کی کوشش صرف یہ ہوتی ہے" بدن مسلم" سے" روحِ محمدی" کو نکال دیا جائے۔ امت کے لیے اس مرکزیت کے اشارے ان احادیث میں موجود ہیں: «فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ»27 اقبال کے الفاظ میں ''ذاتِ محمد عربی ﷺ جدید اور قدیم کے درمیان ایک واسطے کی حیثیت رکھتی ہے''۔[28] بالکل اسی طرح تمام فرق اسلامیہ کے وسط میں حضور نبی اکرم ﷺ کا وجود مسعود ہی ہے اور تمام مکاتب فکر آپ ہی سے مستفیض و مستنیر ہو رہے ہیں۔ آپ سے غیر منقسم وفاداری ہی معاشرہ کو اختلال وافتراق سے بچا سکتی ہے۔ اس وفاداری میں کسی فرد کو شریک کرنا" شرک فی النبوت" ہے اور یہ شرک امت کو انتشار میں مبتلا کرتا ہے۔ صحابہ کرام، اہل بیت، صلحاءِ امت، سب اسی سراج منیر سے اکتساب فیض کرنے والے ہیں اور ان سے محبت، ایمان کا تقاضا اور نسبتِ عظیم ہے۔

حضور شفیع امم ﷺ رسول وحدت ہیں۔ آپ نے مختلف الاوطان اور مختلف الالوان افراد میں یگانگت پیدا کر دی۔ اعلان نبوت سے قبل

معاہدہ حلف الفضول میں آپ کی شرکت معاشرتی ہم آہنگی اور بقائے باہمی کی خوشگوار فضا قائم کرنے کے لئے ہی تھی۔آپ نے گالیوں کے بدلے س دعائیں دی،لوگوں نے کانٹے بچھائے آپ نے پھول رکھے، مگر ہم ہیں کہ اپنی تحریر و تقریر میں اپنوں کو ہی گالیاں دے رہے ہیں۔ نبی رحمت علیہ التحیۃ والسکینت کی ذات سے مسلمانوں کے تعلق ور شتہ کی بنیاد پر ہمیں یہ طے کرنا ہو گا کہ دنیا میں ہماری شناخت کیا ہو؟نسبت رسول ﷺ کے حوالہ سے اسلام یا مسلک ؟

### 2- فروعی مسائل میں اعتدال

مکالمہ کی اہم صورت فروعی مسائل میں اعتدال و توازن ہے۔اس سے معاشرہ کو ہر قسم کی اعتقادی کجی فکری زیغ، عملی ضلال، ذہنی اختلال اور نفسیاتی پیچیدگی سے بچایا جاسکتا ہے۔ معاشرے میں جتنے انسان ہوتے ہیں اتنے ہی رویے سامنے آتے ہیں مگر وسیع حلقہ بنانے کے لیے عمل کو عادت بنایا جائے۔ عفو کو رویہ اور رواداری کو بطور شعار اپنایا جائے۔ فروعی مسائل میں ہم نے شدت اور تعصب کے رویے کو اپنایا۔ جن مسائل پر صدیوں سے اختلافِ رائے موجود تھا۔ انہیں ہی موضوع بحث بنا کر باہمی قربتیں دور کیں۔ یہ اختلاف تو امت کے لئے آسانی و سہولت پیدا کرنے والا تھا، مگر ہم نے انہی کے ذریعے دین کو مشکل سے مشکل تر بنا دیا۔ ہم اس اختلاف رائے کی روح سمجھنے سے قاصر رہے۔امام سیوطی نے اسی تناظر میں بڑی خوبصورت بات کہی ہے:"**واعلم أن إختلاف المذاهب في هذه الملة نعمة كبيرة وفضيلة جزيلة وعظيمة وله سر لطيف أذركة العالمون وعلى عنه الجاهلون**"[29]''اس امت میں فقہی آراء کا اختلاف، نعمت عظمیٰ اور فضیلت کبریٰ ہے اور اس میں ایک لطیف نکتہ مضمر ہے جس سے عالم آگاہ اور جاہل بے خبر ہیں''۔ علامہ سیوطی کی رائے ہے کہ سابقہ امتوں کا اختلاف (ان کے لئے) عذاب ہلاکت تھا۔لیکن فروعی مسائل میں اس امت کا اختلاف،اس امت کے لئے آسانی، توسع اور ہمہ گیریت کا سبب ہے۔ سابقہ امم میں اس سہولت کے نہ ہونے سے وہ تنگی میں مبتلا ہوئیں۔ لیکن اس امت کو فروعی مسائل میں اختیار دیا گیا ہے۔

### 3- افکارِ صوفیاء سے استفادہ

صوفیاء کا عملی زندگی میں انسانوں سے رویہ مکالمہ بین المسالک میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔صوفیاء نے غیر مسلموں کو بھی بحیثیت انسان، محبت والفت دی۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی، حنبلی تھے، مگر آپ کے ارادت مندوں وعقیدت مندوں میں احناف کا وسیع حلقہ ہے۔ مولانا روم حنفی ہونے کے باوجود ہر کلمہ گو کے دل میں بستے ہیں۔اس کا سبب یہی ہے کہ صوفیاء نے مکاتب فکر سے بالاتر ہو کر انسانیت کو احترام دیا اور آج سب کی عقیدتوں کا مرکز بن گئے۔ڈاکٹر قاسم غنی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

> " پانچویں صدی ہجری میں علماء اور اہل مدرسہ مذہبی نزاع میں مبتلا تھے اور ہر فرقہ اپنے مسلک کی حمایت میں دوسرے فرقوں سے جنگ و جدال کر رہا تھا۔ صوفیاء نے خود کو اس جنگ ہفتاد ملت سے علیحدہ رکھا اور اپنے معاملات ہیں مصروف رہے "۔[30]

صوفیانہ ذوق کے حامل علماء کا اسلوب نگارش بھی اعتدال پر مبنی تھا۔صوفیائے چشت کا تذکرہ کرتے ہوئے خلیق احمد نظامی نے لکھا ہے:" شیعوں سے مذہبی عقائد کے اختلاف کے باوجود ان بزرگوں نے اپنے عادلانہ اور منصفانہ رویے میں فرق نہ آنے دیا۔ وہ ہر چیز کو اس کی حقیقی صورت میں دیکھتے تھے۔اور کبھی وقتی مخالفت کی رو میں بہ کر عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے۔ایک شخص نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سے شیعوں کو کافر قرار دینے کے متعلق فتویٰ دریافت کیا تو شاہ صاحب نے اختلاف کیا۔ وہ شخص یہ کہہ کر کہ " ایں شیعی است " چلا گیا۔[31] لہذا اعتدال کو اپنا کر ہی عصرِ حاضر میں انسانی زندگی کی بہتری کی طرف گامزن ہو سکتی ہے۔

### خلاصہ کلام

لہذا دعوتِ دین کے قرآنی و نبوی اسالیب پہ عمل پیرا ہو کر ہی عصرِ حاضر میں فضا کو سازگار بنایا جاسکتا ہے۔بنیادی طور پہ نبی رحمت ﷺ

کی مرکزی حیثیت کو دل وجاں سے سمجھنے اور اس پہ از سر نو ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ پھر آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ پہ قلبی وروحانی اور جسمانی طور پہ لایا جائے تو دعوتِ دین سے ماحول میں بہتری ہو سکتی ہے۔اسی طرح انسانی حیاتیاتی پیش آمدہ مسائل میں اعتدال کو اپنایا جائے،ان میں اخذ واستقراء سے ثابت ہونے والے احکام میں اعتدال پہ مبنی رویہ عام کیا جائے اور اُمت محمدیہ ﷺ و انسانیت کی وحدت کے لیے افکارِ صوفیاء سے راہنمائی لیتے ہوئے معاشرتی امن قائم کیا جائے۔اس آرٹیکل کے مندرجات میں عصرِ حاضر میں دعوتِ دین میں حائل اسباب میں سے اہم سبب (اختلاف) کی نشاندہی کرتے ہوئے اسکی اقسام ذکر کی گئیں، پھر قرآن وسنت کی روشنی میں دعوتِ دین کے قرآنی ونبوی اسالیب بیان کیے گئے۔اس کے ساتھ سیرتِ طیبہ کی روسے اس کے تقاضے بھی پیش کیے گئے اور اختتام میں عصرِ حاضر میں دعوتِ دین کے لیے سیرتِ طیبہ ﷺ سے مؤثر تجاویز وسفارشات بھی پیش کی گئیں۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دعوتِ دین میں حائل تفرقہ بازی، اختلاف خلافِ حق ہے۔ لہذا جو بھی فرد اللہ تعالی کو وحدہ لا شریک مانتا ہے۔ نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی ختمِ نبوت پر غیر مشروط ایمان رکھتا ہے۔ قرآنِ کریم کو آخری الہامی کتاب مانتا ہے۔ تو ایسا شخص قطعاً مسلمان ہے۔ایسے شخص کے فہمِ دین اور ذیلی عقائد سے سخت اختلاف رکھنے، بلکہ سمجھنے کے باوجود اسے کافر، مشرک، منافق، مرتد، بدعتی یا واجب القتل قرار دینا قطعاً خلافِ حق ہے۔ دورِ حاضر کا المیہ ہے کہ ہم عملاً جزوی اسلام کے قائل ہو چکے ہیں۔ مقدس شخصیات کو ہم نے باہمی طور پر تقسیم کر رکھا ہے۔ ایک طبقہ کی تحریر وتقریر کا موضوع فقط توحید ہے جبکہ دوسرا طبقہ توحید سے قطع نظر صرف رسالت کی بات کرتا ہے۔ تیسرا گروہ عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا پرچارک ہے تو چوتھا شانِ اہلبیت رضی اللہ عنہم کا داعی ومبلغ۔ ہمارا یہ رویہ فرقہ بندی کے فروغ کا سبب بن رہا ہے، نہ جانے ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ تمام نفوسِ قدسیہ کو دل وجاں سے تسلیم کیے بغیر ہم مکمل مسلمان نہیں ہو سکتے۔

## 15- تجاویز وسفارشات

عصرِ حاضر کے مسلم معاشرے میں داعیان اسلام کے لیے سیرتِ طیبہ ﷺ سے راہنمائی کے لیے درج ذیل مؤثر تجاویز قابل ذکر ہیں:

1- عصرِ حاضر کی فرقہ واریت انتہائی تشویشناک ہے، جس نے ہر فرقے کے اندر تقسیم در تقسیم کے نقوش چھوڑے ہیں۔ یوں ایک فرقہ چھوٹے چھوٹے مسائل پر مزید کئی گروہوں اور فرقوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ جس کا سدِّ باب وقت کی ضرورت ہے۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ یہ مکروہ عمل مقدس ہستیوں کے نام پر کیا جا رہا ہے۔ بظاہر نام اہلِ بیت اطہار علیہم السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ناموس کے تحفظ کا لیا جاتا ہے لیکن بباطن بچی کھچی وحدت کی روح چھلنی کی جا رہی ہے۔

2- جید اور مؤثر علمائے کرام کو فی الفور اس کا حل نکالنا ہو گا، کتاب وسنت اور سلف صالحین کی وقیع علمی آراء کو بنیاد بنا کر مختلف فیہ امور میں حتی الوسع توافق پیدا کرنے کی سبیل نکالنا ہو گی۔

3- سیّد المرسلین ﷺ کے خانگی معاملات اور ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن اجمعین کے ساتھ آپ ﷺ کے خوشگوار تعلقات کے حوالے سے مستند علمی ذخیرہ عوام الناس تک پہنچایا جائے تاکہ وہ اس کی راہنمائی میں اپنی خاندانی الجھنوں اور پیچیدگیوں کا مؤثر حل تلاش کر سکیں۔

4- اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین باہمی محبت واحترام کا تعلق کے مشتمل مستند معلومات کو داخلِ نصاب کیا جائے تاکہ نسلِ نو اس سے روشناس ہو سکے۔

5- جمعہ کے خطبات میں تفرقہ کو فروغ دینے والے مسائل اور موضوعات کی بجائے، حقوق العباد کی اہمیت کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا جائے۔ بنیادی عقائد سے متعلق بچوں کی تعلیم کا والدین خود گھر پر بندوبست کریں۔

6- دین میں علمی تدبر، تحقیق اور اشاعت کی آزادی کا مقصد عقائد اور طریقِ زندگی کو تضادِ فکر سے پاک کرنے اور حق کی تکذیب سے

بچنے کے طریقے کو روشن کرنا ہے۔

7- اختلاف وانتشار کی صورت میں حالیہ افراط و تفریط کا اصل سبب مقدس شخصیات کے مابین تقابل کیا جانا ہے، پھر معاملہ تفضیل تک جا پہنچتا ہے جو مدِّ مقابل شخصیت کی اہانت و تنقیص پر منتج ہوتا ہے۔ بے ادبی کا یہ شعلہ بالآخر ایمان کی سرسبز و شاداب کھیتی کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نفوسِ قدسیہ کے مابین تقابُل سے احتراز کیا جائے۔

## حواشی و حوالہ جات

---

1 مودودی، مولانا ابوالاعلی، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2004)، 1:38۔

Maudūdī, Maulāna Abū ʻAlā, *Tafḥīm al-Qurān* (Lāḥore:Idāraḥ Tajmān Al- Quran, 1949), .38: 1

2 محمد غیاث، پاکستان میں مذہبی فرقہ واریت: اسباب، نقصانات اور اصلاحی تجاویز (اسلام آباد: مجلہ تعلیم و تحقیق، 4، شمارہ، جلد: 1، دسمبر 2019ء)، 51

Muhammad Ghayāth, Pākistān Maīn madhabī firqah wārīt, : asbāb, nuqṣānāt Ūr Iṣlāḥī tjāwīz) Islāmabād: Majallah-e-Talīm o Tahqīq, Vol: 4, Ishue:1, December, 2019), 51.

3 آل عمران 3:103۔

Āl e ʿimrān,3:103.

4 محمد غیاث، پاکستان میں مذہبی فرقہ واریت، 52۔

Muhammad Ghayāth, Pākistān Maīn madhabī firqah wārīt, 52

5 الشوری 42:13۔

Al-Shūrā, 42:13.

6 آل عمران 3:105۔

Āl e ʿimrān,3:105.

7 محمد غیاث، پاکستان میں مذہبی فرقہ واریت، 52۔

Muhammad Ghayāth, Pākistān Maīn madhabī firqah wārīt, 52

8 علامہ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ (لاہور: ادارہ اسلامیات پبلشرز، 2002ء)، 1:715۔

ʿAllama Shibli Nʿomāni, *Sīrat-al-Nabi* (Lahore: Al-Faiṣal, 1991), 1 : 715.

9 علامہ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ، 2:242۔

- 2 : 242 ʿAllama Shibli Nʿomāni, *Sīrat-al-Nabi,*

10 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، 1:85، الرقم: 378۔

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Al-Jamy' Al-Ṣaḥīḥ* (Dār Tawq al-Najāḥ, 1422H),3:146.

11 الاحزاب 33:37۔

Al-Aḥzāb, 33 : 37.

12 مودودی، مولانا ابوالاعلی، تفہیمات (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 1949ء)، 1:279۔

: 1Maudūdī, Maulāna Abū ʻAlā, *Tafḥīm al-Qurān* (Lāḥore: Islāmic Publications, 1949), .279

13 طٰہٰ 20:92-94۔

. Ṭāḥa,20: 92-94

14 التوبۃ 9:107-108۔

- Al-Tawbaḥ ,9: 107-108

15 المؤمنون 23:52-56۔

- Al-Mu'minūn,23: 52-56

16 الجاثیۃ 45:17-18۔

Al-Jasthiyah 45: 17-18.

17 احمد بن حنبل، مسند، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001)، الرقم: 18373۔

AH), Ḥadīth #:18373.2001Aḥmad Bin Ḥanbal, *Musnad,* (Beīrūt: Mu’assisaḥ Al-Risālaḥ,

18 البیہقی،أحمد بن حسین،السنن الکبری،(بیروت:دار الکتب العلمیۃ،2003)،الرقم:11511۔

Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn Ḥussaīn (Baīrūt: Dār Al-Kutub Al-ʿilmiya, 2003 AH ) Ḥadīth #:11511.

19 احمد بن حنبل،مسند،الرقم:20386۔

Ḥadīth #:18373. Aḥmad Bin Ḥanbal, *Musnad,*

20 احمد بن حنبل،مسند،الرقم:9051۔

Ḥadīth #:9051. Aḥmad Bin Ḥanbal, *Musnad,*

21 ابن حبان،ابو حاتم، محمد بن حبان، الصحیح(بیروت:مؤسسۃ الرسالہ،1414ھ)،الرقم:5939۔

, 1414 ḥ (Baīrūt:Mu’assisaḥ Al-Risāla*ḥīḥa*Ṣ*Ibn Ḥabbān, Abū Ḥātim, Muḥammad Bin Ḥabbān, *Al-* AH),, Ḥadīth: 5939.

22 ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، (بیروت:دار الرسالۃ العلمیۃ،2009ء)،الرقم:4903۔

Abū Dā’ūd, Sulaīmān Bin Al-Ashʿath,*Sunan Abū Da’ūd*(Beīrūt: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah,2009), Ḥadīth # 4903.

23 مالک بن انس،الموطأ(بیروت:دار الکتب العلمیۃ،1406ھ)الرقم:917۔

(Beīrūt: Dār Al-Kutub Al-‘Ilmīyaḥ, 1406 AH) Ḥadīth #: 917.*ā*Mālik ibn Anas, *Al-Mawṭ*

24 ابوداؤد، سنن ابی داود، الرقم:5121۔

Abū Dā’ūd,*Sunan Abū Da’ūd*, Ḥadīth # 5121.

25 احمد بن حنبل،مسند،الرقم:8455۔

Ḥadīth #:8455. Aḥmad Bin Ḥanbal, *Musnad,*

26 البخاری،الجامع الصحیح،الرقم:946۔

.Al-Bukhari, *Al-Jamy*’ *Al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth #: 946

27 البیہقی،أحمد بن حسین،الآداب البیہقی(بیروت:مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ،1408)،الرقم:858۔

Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn Ḥussaīn, al-Adab - Imam al-Bayhaqi (Baīrūt: Mu’assasa Al kutub althaqafiat, 1408 AH ) Ḥadīth #:858.

28 نذیر نیازی سیّد، مترجم، تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ،(لاہور: بزمِ اقبال،1986)،279۔

Lahore: Bazm-e-Iqbal, (Nazir Niazi Syed, *Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 1986, 279

29 قریشی،اسحاق احمد، نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور تعلیمات کی روشنی میں احترامِ آدمیت(فیصل آباد: طیب گروپ آف انڈسٹریز، 2008)،393۔398۔

q Ahmad, Nabi Akram Ke Uswa-e-Husna Aur Taleemat Ki Roshni Main Ehtaram-e-*ā*Qureshi, Ish Adamiyat , (Faisalabad: Taib Group of Industries, 2008), 398-393.

30 لطیف اللہ، پروفیسر، تصوف اور سیرت(لاہور:ادارہ ثقافت اسلامیہ، س۔ن)،196-198۔

Latīfullah, Professor, *Tasawuf aur Sīrat* (Lahore: Idāraḥ Thaqāfat-e-Islāmīyaḥ, S.N.), 196-198.

31 قریشی،اسحاق احمد، نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور تعلیمات کی روشنی میں احترامِ آدمیت،393۔398۔

q Ahmad, Nabi Akram Ke Uswa-e-Husna Aur Taleemat Ki Roshni Main Ehtaram-e-*ā*Qureshi, Ish Adamiyat , (Faisalabad: Taib Group of Industries, 2008), 393-398.